قرآن مجید - ایک معجزہ

——— سید جلال الدین عمری

معجزہ کیا ہے؟

اس کائنات کا نظام اللہ تعالیٰ کے متعین کردہ قوانین کے تحت چل رہا ہے۔ ان قوانین کو قوانینِ فطرت بھی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بعض رسولوں کے ذریعے ان قوانین سے ہٹ کر واقعات رونما ہوئے ہیں۔ ان ہی کو معجزات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

معجزہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا غیر معمولی مظاہرہ ہوتا ہے۔ یہ کسی انسان کے بس میں نہیں ہوتا۔ معجزہ اسی واقعہ کو کہا جاتا ہے جو انسان کی طاقت سے باہر ہو۔ علامہ قرطبیؒ کہتے ہیں:

سمّیت معجزۃ لان البشر یعجزون عن مثلھا[۱]	معجزہ کو اس لیے معجزہ کہا جاتا ہے کہ انسان اس جیسی چیز پیش کرنے سے عاجز ہوتے ہیں۔

علامہ قرطبیؒ نے معجزہ پر تفصیل سے بحث کی ہے اور اس کی پانچ شرائط بیان کی ہیں۔ یہاں ان کا خلاصہ اپنے الفاظ میں پیش کیا جارہا ہے:

اس دنیا میں معمول کے جو واقعات رونما ہوتے ہیں، چاہے وہ کتنے ہی بڑے ہوں، معجزہ نہیں کہلاتے۔ یہاں شب و روز کا یکے بعد دیگرے آنا، سورج کا مشرق سے طلوع اور مغرب میں غروب ہونا جیسے عظیم واقعات اللہ تعالیٰ کی قدرت ہی سے ظاہر ہوتے ہیں، لیکن ان کو معجزہ نہیں کہا جائے گا، اس لیے کہ یہ عام واقعات ہیں۔

معجزہ خارقِ عادت ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا زمین پر پھینکا تو وہ سانپ بن گیا۔ اپنا ہاتھ بغل میں رکھ کر نکالا تو اس سے روشنی پھوٹنے لگی۔ یہ معجزہ ہے۔

۱؎ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، جلد۱، جزء۱، ص۵۰

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردوں کو زندہ کر دکھایا، انہوں نے ہاتھ لگایا تو کوڑھیوں کا کوڑھ ختم ہوگیا۔ حضرت صالح علیہ السلام کے اشارے سے پہاڑ کی چٹان سے اونٹنی نکل آئی۔ یہ معجزات ہیں۔

معجزہ رسالت کی دلیل ہوتا ہے۔ ایک شخص جب یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور ثبوت کے طور پر اس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا غیر معمولی اظہار ہوتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہے کہ یہ شخص اپنے دعوے میں سچا ہے اور اس کا دعویٔ رسالت صحیح ہے۔

اللہ کا رسول یہ تحدّی یا چیلنج کرے کہ اگر تم مجھے اللہ کا رسول نہیں مانتے ہو تو جو معجزہ میں نے دکھایا ہے اس طرح کا معجزہ تم پیش کر و تو کوئی اس کا جواب نہ دے سکے۔ قرآن اسی طرح کا معجزہ ہے کہ اس کا جواب کسی بھی فرد بشر سے ممکن نہیں ہے۔[۱]

علامہ مجد الدین فیروز آبادی کہتے ہیں:

معجزة النبی ﷺ ما اعجز به الخصم عند التحدّی[۲]	نبی ﷺ کا معجزہ یہ ہے کہ حریف کو آپ نے چیلنج کیا تو وہ عاجز ہوگیا (جواب نہ دے سکا)

قرآن کا اعجاز

قرآن مجید کے وجوہ اعجاز سے اہل علم نے تفصیل سے بحث کی ہے۔ ان میں اس کی فصاحت و بلاغت، نظم و ترتیب، محسوسات کی دنیا سے آگے عالمِ غیب کی معلومات، اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا بیان، مبدأ و معاد اور دنیا و آخرت کا ذکر، رسولوں کی صحیح تاریخ، ان کی قوموں کا آغاز وانجام، اس کی پیشین گوئیاں، مستقبل کی قطعی خبریں اور اس کے علوم و معارف، جیسے متعدد پہلو شامل ہیں۔ کسی نے ایک پہلو کو کسی نے دوسرے پہلو کو اعجاز کی بنیاد قرار دیا ہے۔[۳]

آیاتِ تحدّی

حقیقت یہ ہے کہ قرآن کا اعجاز ان تمام پہلوؤں سے ہے۔ اسے جس رخ سے

---

۱ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، قرطبی، حوالہ سابق، ص ۵۰-۵۲

۲ فیروز آبادی، القاموس المحیط، مادہ عجز، ص ۵۴۰

۳ ملاحظہ ہو، سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن: ۲/ ۳۲۹-۳۳۱

دیکھئے وہ ایک معجزہ ہے، جو محمد ﷺ کی زبان مبارک سے ظاہر ہوا۔ یہاں اس کے صرف دعویٰ اعجاز سے بحث کی جارہی ہے:

قرآن کے منکرین اسے آپؐ کی ذہنی اختراع قرار دیتے تھے۔کبھی مذاق اڑاتے:

سَاُنۡزِلُ مِثۡلَ مَآ اَنۡزَلَ اللّٰہُ (النساء:۹۳) میں بھی اسی طرح کا کلام پیش کروں گا، جیسا کلام اللہ نے نازل کیا ہے۔

کبھی کہتے کہ ہمیں قدیم داستانیں سنائی جارہی ہیں۔ ایسی داستانیں ہم بھی پیش کرسکتے ہیں:

وَ اِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتُنَا قَالُوۡا قَدۡ سَمِعۡنَا لَوۡ نَشَآءُ لَقُلۡنَا مِثۡلَ هٰذَا اِنۡ هٰذَا اِلَّآ اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ ○ (الانفال:۳۱) جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں: سن لیا ہم نے۔ اگر ہم چاہیں تو اس جیسی چیز ہم بھی پیش کردیں۔ یہ تو سب پچھلوں کی فرضی داستانیں ہیں۔

یہ ساری باتیں ضد، ہٹ دھرمی اور مکابرت کی تھیں۔ اس کے جواب میں قرآن نے کہا کہ اس کے معجزہ ہونے میں کسی کو شک ہے تو اس جیسی کتاب پیش کردے۔ اس سے خود بخود ثابت ہوجائے گا کہ قرآن محمد ﷺ کی تصنیف ہے، خدائی کلام نہیں ہے۔قرآن نے بار بار کہا کہ ایسا کلام کوئی بھی فرد بشر پیش نہیں کرسکتا اور آج تک کوئی شخص اس کے اس چیلنج کا جواب نہ دے کرسکا۔

قرآن مجید میں جس ترتیب سے اس چیلنج کا ذکر آیا ہے، پہلے اسی ترتیب سے یہاں اس کا حوالہ دیا جارہا ہے۔

قرآن مجید میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ بقرہ ہے، جو اس کی سب سے بڑی سورت ہے اس میں چھوٹی بڑی دوسو چھیاسی (۲۸۶) آیتیں ہیں۔ اس کی بائیس (۲۲) آیات ہی کے بعد ارشاد ہے:

وَ اِنۡ كُنۡتُمۡ فِیۡ رَیۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰی عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ وَادۡعُوۡا ان سے کہو کہ اگر تم (اس کتاب کے بارے میں) شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے تو تم اس جیسی ایک سورت پیش

شُهَدَآءَ كُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوْا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ○

(البقرہ:۲۳،۲۴)

کرد و اور اللہ کو چھوڑ کر اپنے مدد کرنے والوں کو بھی بلالو۔ اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو (کہ یہ اللہ کا کلام نہیں ہے) اگر تم ایسا نہ کرسکو اور ہرگز نہ کرسکو گے تو اس آگ سے بچو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، اور جو انکار کرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

یہی تحدّی یا چیلنج سورۂ یونس میں ہے، جو قرآن مجید کی دسویں سورت ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرَاهُ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ (یونس:۳۸)

کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے اس (کتاب) کو گھڑ لیا ہے۔ کہو کہ تم اس جیسی ایک سورت بنا لاؤ اور اللہ کو چھوڑ کر جن کو بھی (اپنی مدد کے لیے) بلا سکتے ہو بلالو، اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو کہ (یہ قرآن محمدؐ کی من گھڑت ہے)۔

اس کے بعد سورۂ ہود میں، جو قرآن مجید کی گیارہویں سورت ہے، یہ چیلنج ان الفاظ میں ملتا ہے:

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرَاهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّمَا اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ (ہود:۱۳،۱۴)

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص نے اسے گھڑ لیا ہے۔ ان سے کہو کہ تم اس طرح کی دس سورتیں اپنی طرف سے بنا کر لے آؤ، اور اللہ کے سوا جن کو بھی (اپنی مدد کے لیے) بلا سکتے ہو بلالو، اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو (کہ یہ من گھڑت ہے) اگر وہ تمہارا مطالبہ پورا نہ کرسکیں تو انہیں بتا دو کہ یہ اللہ کے علم (وحی) سے نازل ہوا ہے اورا س کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ کیا تم اس کا حکم ماننے کے لیے تیار ہو؟

سورۂ بنی اسرائیل قرآن مجید کی سترہویں (۱۷) سورہ ہے۔اس میں پورے زور اور قوت کے ساتھ یہی تحدی ان الفاظ میں کی گئی ہے:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا۝ (بنی اسرائیل:۸۸)

ان سے کہہ دو کہ اگر سارے انسان اور جن جمع ہوجائیں کہ اس جیسا قرآن لے آئیں تو نہ لاسکیں گے، چاہے وہ (اس میں) ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ بن جائیں۔

یہ تحدی سورۂ طور میں بھی ہے، جو قرآن مجید کی باونویں (۵۲) سورت ہے۔ مشرکین مکہ کے متعلق کہا گیا:

اَمْ یَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ بَلْ لَّا یُؤْمِنُوْنَ۝ فَلْیَاْتُوْا بِحَدِیْثٍ مِّثْلِهٖۤ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِیْنَ۝ (الطّور:۳۳،۳۴)

کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اس قرآن کو گھڑ لیا ہے بلکہ یہ (جان بوجھ کر) اس پر ایمان نہیں لا رہے ہیں۔تو پھر وہ اس طرح کا کلام لے آئیں،اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہیں۔

تحدّی پر غور وفکر کے چند پہلو

ان آیاتِ تحدّی پر غور وفکر سے چند پہلو سامنے آتے ہیں:

۱-یہ تحدی پانچ سورتوں میں آئی ہے۔ان میں سے چار مکی سورتیں ہیں اور ایک مدنی سورت ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید شروع سے آخر تک چیلنج بن کر رہا۔اس طویل عرصے میں ہر طرح کی مخالفت ہوتی رہی،لیکن اس کا جواب نہیں دیا جا سکا۔

۲-ان آیات میں کہا گیا کہ اگر تم اس کتاب کو محمد ﷺ کی ذہنی اختراع سمجھتے ہو تو تم بھی اہل زبان ہو، اس جیسی کتاب پیش کردو، کم از کم اس جیسی دس سورتیں، بلکہ ایک سورت ہی تصنیف کر دکھاؤ۔اس کا مطلب یہ ہے کہ پورا قرآن ہی نہیں،اس کی ایک سورت بھی دنیا کے لیے چیلنج ہے۔

۳-یہ تحدّی ان لوگوں ہی کے لیے نہیں تھی جو ناخواندہ تھے، بلکہ پڑھے لکھے لوگوں

کے لیے بھی تھی۔ یہ عرب کے لیے بھی تھی، جن کے پاس کوئی آسمانی کتاب نہیں تھی اور یہود و نصاریٰ کے لیے بھی، جو اپنے پاس صحفِ سماوی رکھتے تھے۔ ان سب سے کہا گیا کہ اس کتاب کے کتاب اللہ ہونے کا انکار کرتے ہو تو اسے اسی وقت تسلیم کیا جائے گا، جب کہ تم اس کا جواب فراہم کردو۔ بعض لوگ کہتے تھے کہ قرآن کی تالیف میں کچھ لوگ محمد ﷺ کی مدد کر رہے ہیں۔ اس کے جواب میں کہا گیا کہ خدا کو چھوڑ کر جن دیویوں اور دیوتاؤں کی تم پرستش کرتے ہو ان سے مدد طلب کرو، یا اس کے لیے جن اصحابِ فہم وخرد کو تم جمع کر سکتے ہو اور جو تمہاری مدد کر سکتے ہیں سب کو اکٹھا کرلو۔ تمھیں پورا اختیار ہے کہ تم فرداً فرداً یا سب مل کر اس کا جواب فراہم کردو۔ اگر اس میں ناکام ہوتے ہو تو سوچ لو کہ تم اللہ کی کتاب کا انکار کر رہے ہو، اس کا بڑا بھیانک انجام تمہارے سامنے آئے گا۔

تحدّی پورے قرآن کی ہے یا اس کے کسی ایک جزو کی

ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کسی آیت میں تحدّی پورے قرآن کی ہے، کسی میں دس سورتوں کی اور کسی میں ایک سورت کی۔ اس کی کیا معنویت ہے؟

علامہ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ قرآن نے (پہلے) کہا کہ اگر یہ لوگ اسے محمد ﷺ کی تصنیف کہتے ہیں تو اس جیسی کتاب خود پیش کریں۔ جب اس میں وہ ناکام رہے تو اس نے کہا کہ قرآن کی سورتوں جیسی دس سورتیں پیش کرو۔ جب یہ بھی ان سے نہ ہوسکا تو اس نے کہا: اچھا تو اس جیسی ایک ہی سورت پیش کردو۔[1]

یہی نقطۂ نظر امام رازیؒ نے بھی اختیار کیا ہے۔ فرماتے ہیں: یہ اسی طرح کا انداز ہے جیسے کوئی چیلنج کرے کہ اس جیسا کلام پیش کرو، اس کا نصف یا ربع ہی پیش کرو، نہیں تو ایک مسئلہ ہی میں اس کا جواب دو۔[2]

اس کا مطلب یہ ہے کہ آیاتِ تحدّی ایک خاص ترتیب سے نازل ہوئیں۔ لیکن

---

[1] قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، جلد۱، جزء۱، ص۵۵

[2] رازی، التفسیر الکبیر، جلد۱، جزء۲، ص۱۰۸

مشکل یہ ہے کہ اس کا قرآن، حدیث یا تاریخ سے کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ان سورتوں کے مضامین اور شان نزول سے بھی اس کی تائید نہیں ہوتی۔ علامہ محمد رشید رضا مصریؒ نے بڑی سختی سے اس خیال کی تردید کی ہے کہ آیاتِ تحدّی کسی خاص ترتیب کے ساتھ نازل ہوئیں۔[۱]

قرآن مجید کا یہ چیلنج کہ اس جیسی کتاب پیش کی جائے یا اس کی ایک ہی سورت جیسی دوسری سورت پیش کی جائے، آسانی سے سمجھ میں آتا ہے۔ البتہ دس سورتوں کے چیلنج کی معنویت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ علامہ رشید رضا مصریؒ نے اس پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ سورتیں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی تاریخ تفصیل سے بیان ہوئی ہے۔ ان میں سے بعض سورتوں کا بڑا حصہ اسی پر مشتمل ہے۔ ان سورتوں میں اصول دین کا، جو تمام رسولوں کے درمیان مشترک تھے، رسولوں کے معجزات اور دلائل کا، ان کی دعوتی جدوجہد اور صبر و ثبات کا، مخاطب قوموں کے رویہ اور ان کے انجام کا تفصیل سے ذکر ہے۔ یہ سورتیں دس ہیں: الاعراف، یونس، مریم، طٰہٰ، الشعراء، النمل، القصص، القمر، صٓ اور سورۂ ہود۔ اسی میں دس سورتوں کی تحدی کی گئی ہے۔[۲]

یہ بھی ایک توجیہ ہی کہی جاسکتی ہے، اس سے اس سلسلے کے سوالات حل نہیں ہوتے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن نے جب یہ تحدی کی کہ وہ اللہ کا کلام ہے، کوئی انسان اس جیسا کلام پیش نہیں کرسکتا تو بہت سے سوالات ذہنوں میں ابھرتے رہے ہوں گے کہ قرآن نے اپنا عقیدہ وفکر ایک جگہ نہیں، بلکہ متعدد مقامات پر پیش کیا ہے، اس کی تعلیمات اور اس کے دلائل بھی پھیلے ہوئے ہیں، اس نے رسولوں کے انکار اور اس کے نتیجے میں ہلاک ہونے والی قوموں کا ذکر بھی کئی ایک سورتوں میں، کہیں اختصار سے اور کہیں تفصیل سے کیا ہے۔ اس کا جواب کیسے دیا جائے؟ قرآن نے اختیار دیا کہ اس جیسی ایک سورت ہی پیش کردو۔ اس میں سورۃ الاخلاص، سورۃ الکوثر اور سورۃ العصر جیسی بہت ہی چھوٹی سورتیں بھی شامل ہیں، جن میں توحید، رسالت اور انسان کی عاقبت کا چند الفاظ اور چند جملوں میں ذکر ہے اور سورۂ بقرہ، آل عمران

---

[۱] رشید رضا، المنار: ۱۲/۳۳

[۲] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو تفسیر المنار: ۱۲/ ۳۷-۴۶

اور سورۂ نساء جیسی بڑی سورتیں بھی آتی ہیں۔ جن میں اصولِ دین، احکام شریعت اور منکرین وحی و رسالت کی تاریخ تفصیل سے بیان ہوئی ہے۔ قرآن نے کہا کہ تم ایک سورت میں اس کا جواب نہیں دے سکتے ہو تو دو تین اور دس سورتوں میں جواب دو۔ پورا قرآن اور اس کی ہر سورت ایک معجزہ ہے جو تمھاری طاقت سے باہر ہے۔

☆☆☆

غیر مسلموں سے تعلقات اور ان کے حقوق

مولانا سید جلال الدین عمری

ہندوستان کے پس منظر میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان کیسے تعلقات ہونے چاہئیں؛ یہ موضوع کافی اہمیت اختیار کر گیا ہے، اس لیے کہ فرقہ پرستوں نے اس سلسلہ میں بہت سی غلط فہمیاں پیدا کر دی ہیں۔ مثلاً انھوں نے یہ پروپیگنڈا کیا ہے کہ اسلام اپنے ماننے والوں کے علاوہ دوسرں کو موجبِ گردن زنی قرار دیتا ہے اور اس میں مذہبی رواداری اور توسّع نہیں پایا جاتا۔ اس کتاب میں غیر مسلموں کے ساتھ حسنِ سلوک، ان کی مذہبی آزادی اور مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان معاشرتی، معاشی اور سیاسی تعلقات پر اسلامی نقطۂ نظر سے بحث کی گئی ہے۔ فاضل مصنف کے جاندار اور رواں دواں قلم نے سلیس اور دلکش اسلوب میں پیچیدہ مسائل کی گتھی سلجھائی ہے۔

ہندوستان کے پس منظر میں غیر مسلموں سے تعلقات کے موضوع پر اپنی نوعیت کی پہلی مفصل کتاب، دعوت و تبلیغ کے میدان میں کام کرنے والوں کی ایک اہم ضرورت۔

آفسیٹ کی حسین طباعت، عمدہ کاغذ، صفحات: ۳۳۲

قیمت (مجلّد) =/۱۴۰ روپئے

ملنے کے پتے:
ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی، پوسٹ بکس نمبر: ۹۳ علی گڑھ ۱
مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشرز، دعوت نگر ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی ۲۵